AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اردو تفسیری ادب کے تناظر میں حسی وروحانی صفاتِ انسانی: قرآنی تطبیقات اور عصرِ حاضر کی معنویت

Contemporary and Qur'anic Implementations of Sensory and Spiritual Human Attributes in the Context of Urdu Exegetical Literature

* ***Chakori Fozia***
PhD Scholar, The Islamia University of Bahawalpur. (foziak355@gmail.com)
* ***Professor Dr. Hafiz Zia Ur Rehman***
Chairman, Department of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan. (zia.rehman@iub.edu.pk)
* ***Dr. Taswar Husain***
Lecturer, Faculty of Quranic Studies, The Islamia University of Bahawalpur. (taswar.hussain@iub.edu.pk)

Abstract

The Holy Qur'an offers deep insights into human creation, its nature, and the ultimate purpose of life. Human personality is based upon two fundamental dimensions: the physical-sensory faculties and the spiritual-intellectual attributes. The Qur'an not only identifies these aspects but also prescribes their training, balance, and gradual development. Human traits—whether sensory or spiritual—are central in shaping moral character, social behavior, and personal growth. In Urdu exegetical literature, notable commentators such as Maulana Shafi Usmani (Ma'arif-ul-Qur'an), Maulana Syed Abu Al-Ala Maududi (Tafheem-ul-Qur'an), Maulana Abdul Rehman Kaylani (Tayseer-ul-Qur'an), and Pir Karam Shah Al-Azhari (Zia al-Qur'an) have highlighted these dimensions, attempting to connect Qur'anic guidance with modern intellectual, moral, and social demands. Their writings engage with contemporary disciplines such as psychology, neuroscience, and social sciences, demonstrating how sensory faculties like hearing, sight, and touch enhance perception and consciousness, while spiritual values such as honesty, patience, justice, humility, and compassion cultivate psychological balance, moral discipline, and social harmony. This research systematically explores Qur'anic interpretations of sensory and spiritual human traits within Urdu exegetical traditions and situates them in dialogue with modern scientific findings. Through interpretive analysis, comparative methodology, and interdisciplinary approaches, the study emphasizes not only the exegetical significance of these attributes but also their contemporary relevance in addressing moral decline, psychological stress, and social imbalance in today's world.

Key Words: *Human attributes, Qur'anic exegesis, Urdu literature, sensory and spiritual dimensions, morality, psychology, modern science*

تعارف موضوع

قرآن مجید انسان کی تخلیق، اس کی فطرت اور اس کے مقصدِ حیات کے بارے میں نہایت جامع رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ انسانی وجود کے دو پہلو ہیں: ایک مادی وحسی اور دوسرا روحانی وفکری۔ قرآن ان دونوں پہلوؤں کو نہ صرف بیان کرتا ہے بلکہ ان کی تربیت اور توازن کے رہنما اصول بھی فراہم کرتا ہے۔ انسانی اوصاف خواہ وہ حسی ہوں یا روحانی، انسان کی شخصیت سازی، اخلاقی تربیت اور معاشرتی تعلقات میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اردو تفسیری ادب میں متعدد مفسرین نے ان اوصاف کو مختلف جہتوں سے بیان کیا ہے۔ خصوصاً مولانا شفیع عثمانیؒ) معارف القرآن(، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ) تفہیم القرآن(، مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ) تیسیر القرآن (اور پیر کرم شاہ الازہریؒ) ضیاء القرآن (نے ان اوصاف کی وضاحت میں جدید علمی مباحث کو بھی شامل کیا۔ جدید نفسیات، نیوروسائنس اور سماجی علوم نے انسانی حواس اور روحانی اوصاف کی اثر آفرینی پر نئ

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تحقیق پیش کی ہے۔ یہ مقالہ قرآن مجید کے حسی اور معنوی اوصاف کو اردو تفسیری ادب کی روشنی میں جانچتا ہے اور ان کی عصری معنویت کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ انسانی مسائل جیسے ذہنی دباؤ، اخلاقی زوال اور سماجی عدم توازن کے حل میں رہنمائی حاصل کی جا سکے۔

انسان کی لغوی تعریف:

لفظ "انسان" عربی زبان کے لفظ الانس سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی " آدمی اور بشر " کے ہیں اسم "الانس" کے ساتھ "ان'زائد تان برائے مبالغہ لگانے سے "الانسان" بنتاہے علامہ فیروز آبادی متوفی 817 لکھتے ہیں[1]

"بشر' کے لغوی معنی انسان کی کھال کے ہیں اور جلد کو جلد سے ملانا "مباشرت" اور بشارت "بشری" کا معنی خوشخبری دینا ہے "صاحب القاموس 'القاموس المحیط" میں لکھتے ہیں لفظ 'انسان" "انسیان' کا اسم تصغیر ہے حضرت ابن عباس اسکی توجیہ بیان کرتے ہیں کہ "انسان کے ذمہ ایک کام لگایا گیاوہ اسے بھول گیااس لیے اسے انسان کہتے ہیں"[2] ابن عسا کرنے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے "اللہ تعالی نے انسان کو جمعہ کے بعد از عصر سطح زمین سے پیدا کیااور اسکانام آدم رکھا بعد ازاں ان سے عہد لیاجب وہ اپنے عہد کو بھول گیاتو اسکانام انسان رکھ دیا" الانس "کا مطلب انس کرنے والایعنی وہ چیز جس سے انسیت اور محبت ہو جائے۔

1۔ تخلیق انسان:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے انسان کی بناوٹ، کائنات ارضی میں اسکی آمد اور پیدائش کا ذکر کئی مقامات پہ کیاہے ان سب دلائل کے مطالعہ سے انسان کی پیدائش کے تین مراحل سامنے آتے ہیں

1۔ عالم ارواح میں تخلیق روح انسانی

2۔ مراحل تخلیق آدم

3۔ تخلیق ابن آدم

2۔ عالم ارواح میں تخلیق ارواح انسانی:

انسانی روح کی تخلیق عالم ارواح میں لفظ "کن" سے ہوئی جب خالق ارواح نے لفظ "کن" کہاتو تمام روحوں کی تخلیق ہوئی اور اسی عالم میں "عہد الست" بھی ہوا اور تمام روحوں سے اللہ تعالی نے سوال کیا" الست بربکم "کیا میں تمہارارب نہیں ہوں؟ جس پر تمام روحوں نے کہا"بلی" کیوں نہیں "بلی" کہہ کر اللہ تبارک و تعالی کے رب ہونے کا اقرار کیااس سے پتہ چلتاہے کہ روح کی تخلیق جسم سے پہلے ہوئی اس پر دلیل یہ حدیث بھی ہے

" عن عائشه رضى الله تعالى عنه قالت :سمعت النبى ﷺ يقول ،الارواح جنود مجند ة فما تعارف منها ائتلفاء،وما منهااختلف تنا كر"

" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا" روحیں مجتمع لشکر ہیں جو ان میں سے ایک دوسرے سے متعارف ہیں وہ ایک دوسرے سے الفت رکھتی ہیں جو ایک دوسرے نا آشنا ہوتی ہیں وہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی ہیں"[3]

---

[1] ۔ ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر زین الدین الرازی، مختار الصحیح (بیروت مکتب العصریہ 1999ء)

[2] ۔ محمد بن یعقوب فیروز آبادی، القاموس المحیط (بیروت مکتب العصریہ 1999ء)

1۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (شام دار تقوی النجات 2001ء)

3۔ تخلیق آدم

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً"[4]

ترجمہ "جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں"

4۔ تخلیق ابن آدم:

پہلے انسان کی تخلیق ایک کیمیائی ارتقاء کے بعد مکمل ہوئی جسکا ظہور صورت آدم میں ہوا جو ایک مرحلہ وار نظام کے بعد مکمل ہوئی انسان کی حیاتیاتی زندگی بھی ایک مرحلہ وار نظام کے تحت تخلیق کی شکل اختیار کرتی ہے کیمیائی ارتقاء کی طرح اسکا بھی پہلا اصول ربانی یہ ہے کہ اسکی تخلیق نفس واحدہ سے ہوتی ہے قرآن مجید اس نظام کو متعدد مقامات پر وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے ارشاد ربانی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ"[5]

5۔ رحم مادر میں تخلیق ابن آدم:

قرآن پاک میں رحم مادر میں تخلیق اابن آدم مختلف مراحل بیان کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نظام ربوبیت اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ بطن مادر میں بھی جلوہ افروز ہے ماں کے پیٹ میں بچے کی زندگی کے آغاز سے لے کر اسکی تکمیل اور تولد تک پرورش کا نظام ربویت انسان کو مختلف تدریجی اور ارتقائی مراحل سے گزار کر یہ ثابت کرتا ہے کہ انسان کی داخلی کائنات ہو یا خارجی کائنات نظام ربویت اپنی پوری شان وشوکت اور نظم واصول کے ساتھ کارفرما ہے قرآن مجید میں بیان کردہ اصول کے مطابق ان مراحل کی تصدیق اج بھی سائنسی تحقیق کے ذریعے ہو چکی ہے ارشاد باری تعالی ہے:

1۔" وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ"[6]

6۔ تمہید:

قرآنِ مجید انسان کی تخلیق، اس کی جبلّت، فطرت اور مقصدِ حیات پر گہرے اشارات فراہم کرتا ہے۔ انسانی وجود دو بنیادی پہلوؤں پر مشتمل ہے: ایک جسمانی وحسی پہلو اور دوسرا روحانی ومعنوی پہلو۔ قرآن کریم میں ان دونوں پہلوؤں کی نہ صرف نشاندہی کی گئی ہے بلکہ ان کی تربیت، ارتقاء اور توازن کے لیے رہنما اصول بھی فراہم کیے گئے ہیں۔ انسانی صفات، خواہ وہ حسی ہوں یا معنوی انسان کی شخصیت، کردار، اور اس کے معاشرتی تعلقات کو ترتیب دینے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں تفسیری ادب میں بالخصوص اردو زبان میں متعدد مفسرین نے ان صفات کا مختلف زاویوں سے تجزیہ کیا ہے۔ مولانا شفیع عثمانیؒ (معارف القرآن)، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ (تفہیم القرآن)، مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ (تیسیر القرآن) اور پیر کرم شاہ الازہریؒ (ضیاء القرآن) ان مفسرین میں نمایاں مقام رکھتے ہیں جنہوں نے قرآن کے حسی ومعنوی اشارات کی تفہیم کو عصرِ حاضر کے فکری، اخلاقی اور سماجی تقاضوں کے ساتھ جوڑنے کی سعی کی ہے۔

---

[4] ۔البقرہ:2:30

[5] ۔النسآء:3:1

[6] ۔المؤمنون:23:12

7۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا تعارف:

مفتی محمد شفیعؒ کا شمار برصغیر کے چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے آپکے والد مولانا محمد یاسینؒ بھی ہندوستان کے بڑے علماء میں سے تھے مفتی محمد شفیعؒ کا آبائی وطن یوپی کا مشہور ترین قصبہ "دیوبند" ہے آپکی ولادت اسی قصبہ میں 20 شعبان 1897 میں ہوئی [7] قرآن کریم کی تعلیم کے بعد مروجہ حساب، فنون اور مروجہ فارسی کتب اپنے والد محترم اور چچا مولانا منظور احمد سے پڑھیں سولہ سال کی عمر میں دار العلوم دیوبند کے درجہ عربی میں داخل ہوئے 1918ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ [8] آپ نے 5 اکتوبر 1976ء بروز منگل دل میں سخت درد کے باعث وفات پائی۔ [9]

8۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ:

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ برصغیر پاک وہند کے ایک ممتاز اسلامی مفکر، مفسرِ قرآن، مصلحِ دینی، اور بانی جماعتِ اسلامی تھے آپ کا اصل نام سید ابو الاعلیٰ مودودی تھا آپ 25 ستمبر 1903ء کو اورنگ آباد، ریاست حیدرآباد (دکن) میں پیدا ہوئے آپ کے والد سید احمد حسن مودودی بھی ایک تعلیم یافتہ اور دیندار شخص تھے مولانا مودودیؒ نے اپنی زندگی کا مقصد اسلام کے مکمل نظام کو ایک عملی تحریک کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنا بنایا انہوں نے اسلامی نظامِ حیات، سیاست، معیشت، اور معاشرت کے تمام پہلوؤں کو علمی اور تحقیقی انداز میں پیش کیا۔ [10] مولانا مودودیؒ 22 ستمبر 1979ء لندن کے شہر بفیلو میں انتقال کر گئے بعد ازاں ان کے جسد خاکی کو لاہور لایا گیا اور انہیں منصورہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

9۔ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی کا تعارف:

مولانا عبد الرحمن کیلانی 1922ء۔ 1955ء کیلیاں والا ضلع گوجرانوالہ کے ایسے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جن کا آبائی پیشہ کتابت تھا بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ٹیوشن پڑھا کر اور کبھی دکان کے ذریعہ اپنے والد صاحب کا ہاتھ بٹایا تاہم امتحانات میں عموماً اعلیٰ کارکردگی دکھائی مختصر عرصہ کے لیے فوج میں ملازمت کی بعد ازاں وہاں سے استعفیٰ دے کر کتابت کو بطور پیشہ اختیار کیا 1947ء سے 1965ء تک اردو کتابت کی اور اس وقت کے سب سے معروف ادارے فیروز سنز سے منسلک رہے 1965ء میں قرآن مجید کی کتابت شروع کی اور تاج کمپنی کے لیے کام کرتے رہے 18 دسمبر 1955ء کو نماز عشاء میں سجدہ کی حالت میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ [11]

10۔ پیر کرم شاہ الازہری:

حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری 21 رمضان المبارک 1336 ہجری بمطابق 1918 کو بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں پر سرگودھا میں پیدا ہوئے آپ کی کنیت ابو الحسنات ہے آپ کی کنیت ابو الحسنات ہے آپ کی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے ہوا اور آپ نے حافظ دوست محمد صاحب سے تعلیم قرآن کا آغاز کیا اور حافظ مغل صاحب اور حافظ بیگ صاحب سے ختم قرآن پاک تکمیل کی دربار عالیہ پر بطور منشی کام کرنے والے ایک شاہ صاحب جن کا رسم الخط اچھا تھا آپ نے ان سے تختی لکھنا سیکھی 1930ء میں آپ نے پرائمری کا امتحان پاس کیا 1936 میں آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا جب بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ غازی اسلام حضرت پیر محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر نادر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خواہش پر آپ الازہر شریف لے گئے۔ قاہرہ یونیورسٹی میں ایم اے کی کلاس میں داخلہ لیا اور ایم اے کا امتحان نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کیا ساتھ ہی تخصص فی القضاء کے شعبہ میں بھی داخلہ لیا اور امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی آپ

[7]۔ مفتی، محمد شفیع، میرے والد ماجد اور انکے مجرب عملیات (ادارہ المعارف، کراچی، 2005ء)

[8]۔ اکبر شاہ بخاری، مفتی محمد شفیع کے مشہور خلفاء و تلامذہ (مکتبہ دار العلوم، کراچی، 2019ء)

[9]۔ مفتی، رفیع عثمانی، حیات مفتی اعظم (ادارہ المعارف، 2011ء)

[10]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 1973ء)

[11]۔ کیلانی، عبد الرحمن، تیسر القرآن (مکتبہ السلام، لاہور 2011ء)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں قومی سیرت ایوارڈ کے مقابلہ میں سند امتیاز اعزاز دیا ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے آپ کو جامعہ الازہر کا یہ سب سے بڑا اعزاز "الدائرہ الفخری" دیا۔ [12]"

11۔ حسی صفات مفسرین کی آراء کے تناظر:

انسان رب العالمین کا نائب ہے اللہ تعالیٰ نے نیابت کی ذمہ داری سے عہدہ بر آہ ہونے کے لیے انسان کو بہت سی صفات عطا کی ہیں جن میں سر فہرست سماعت و بصارت ہے جن کا تعلق انسان کی حسی صفات سے ہے اس لیے مختلف مفسرین اور مختلف شعبہ ہائے زندگی نے ان کے مختلف مفاہیم بیان کیے ہیں ارشاد ربانی ہے:

"خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰي سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓي اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ "[13]

ترجمہ: "اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے"

مفسرین کی توضیح:

12۔ مولانا عبدالرحمن کیلانی کی رائے:

صاحب تیسر القرآن نے اس آیت کا وسیع مفہوم پیش کیا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ دل کا کام بات کا سمجھنا اور کان کا کام بات کا سننا اور آنکھ کا کام دیکھنا ہے اور دل و کان کسی مخصوص سمت کے پابند نہیں ہوتے اس لیے ان پر مہر کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ آنکھ صرف ایک سمت سے ہی دیکھ سکتی ہے اس لیے اُس کے پردہ کا ذکر ہے وہ لکھتے ہیں کہ انسان کے اعضاء کان اور آنکھ صرف سننے کے لئے نہیں دیئے گئے کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اسے یہ اعضاء اس لیے دیے گئے تاکہ وہ معرفت حاصل کرے کانوں پہ مہر لگانے کی بات اس لیے کی گئی ہے کہ قانون خداوندی ہے کہ جس اعضاء کو جس کام کے لئے بنایا گیا اگر وہ اس سے وہ کام نہ لے تو وہ کام کرنا بند کر دیتا ہے سی لئے جب وہ ان اعضاء سے ان کے مقصد کے مطابق کام نہیں لیا جاتا تو وہ کام بند کر دیتے ہیں[14]

13۔ پیر کرم شاہ الازہری کی رائے:

پیر کرم شاہ الازہری اس آیت مبارکہ کو اپنے تفسیری اسلوب میں بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی روحانی قوتیں نشو و نما پاتی ہیں اور جن کی پیہم خلاف ورزیوں سے وہ قوتیں ناکارہ ہو کر رہ جاتی ہیں دل سے حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے آنکھیں دیکھتی تو ہیں لیکن عبرت حاصل نہیں کرتیں کان سنتے تو ہیں لیکن نصیحت قبول نہیں کرتے۔

صاحب معارف القرآن کی رائے:

صاحب معارف القرآن اس آیت کا ربط سابقہ آیت سے منسلک کرتے ہیں اور ایک وسیع مفہوم پیش کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں ان کافر دل کا ذکر فرمایا ہے جو اپنے کفر اور انکار کی ضد کی وجہ سے کسی حق بات کو سننے اور روشن دلیل کو سمجھنے کے لیے بھی تیار نہ ہوئے ان کے کفر کے سبب کانوں اور دلوں پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ہے کانوں اور دلوں پر مہر اس لئے ہے کہ وہ ہر طرف سے بات سن اور سمجھ سکتے ہیں آنکھوں کا ادراک صرف ایک سمت یعنی سامنے کی طرف سے ہوتا ہے جب سامنے پردہ پڑا ہو تو آنکھوں کا ادراک ختم ہو جاتا ہے۔[15]

---

[12]۔ پنجاب میں سید نعیم الدین مراد آبادی کے تلامذہ کی دینی و ملی خدمات،، ایم فل مقالہ (پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص155)

[13]۔ البقرہ:2:7

[14]۔ کیلانی عبدالرحمن، تیسر القرآن، جلد اول، ص:46

[15]۔ مفتی، معارف القرآن، جلد اول، ص:119

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

14۔صاحب تفہیم القرآن کی رائے:

صاحب تفہیم القرآن اس آیت کا تعلق سابقہ آیات سے جوڑتے ہیں جن میں عقائد کے مجموعے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو عقائد کے مجموعے کا یقین نہ ہو یا اس کے بارے میں تذبذب کا شکار ہوں وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے مودودی صاحب کے الفاظ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ نے مہر لگا دی تھی اس لئے وہ نہیں سمجھے بلکہ جب انہوں نے مذکورہ بالا امور کے خلاف دوسرا راستہ پسند کیا تو اللہ نے ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگا دی وہ اس کی مثال تبلیغ کرنے والے فرد سے دیتے ہیں کہ انہیں تجربہ ہوتا ہے جب کوئی شخص آپ کے پیش کردہ طریقے کار د کر دیتا ہے تو وہ مخالف سمت چل پڑتا ہے اسے آپکی کوئی بات اسے سمجھ نہیں آتی آپ کی دعوت کے لئے اس کے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔[16]

ماحصل بحث:

عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں انسان کے اعضاء کان اور آنکھ صرف سننے کے لئے نہیں دیئے گئے کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اسے یہ اعضاء اس لیے دیے گئے تاکہ وہ معرفت حاصل کرے صاحب تفہیم القرآن اس آیت کا تعلق سابقہ آیات سے جوڑتے ہیں جن میں عقائد کے مجموعے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو عقائد کے مجموعے کا یقین نہ ہو یا اس کے بارے میں تذبذب کا شکار ہوں وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے صاحب معارف القرآن اس آیت کا ربط سابقہ آیت سے منسلک کرتے ہیں کہ حق تعالٰی نے اس آیت میں ان کافر دل کا ذکر فرمایا ہے جو اپنے کفر اور انکار کی ضد کی وجہ سے کسی حق بات کو سننے اور روشن دلیل کو سمجھنے کے لیے بھی تیار نہ ہوئے ان کے کفر کے سبب کانوں اور دلوں پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ہے پیر کرم شاہ الازہری اکے مطابق انسان کی روحانی قوتیں نشوونما پاتی ہیں اور جن کی پیہم خلاف ورزیوں سے وہ قوتیں ناکارہ ہو کر رہ جاتی ہیں دل سے حق وباطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔

15۔قوت شامہ (سونگھنے کی حس):

" وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْہُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ"[17]

ترجمہ: اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو ان کے والد کہنے لگے کہ اگر مجھ کو یہ نہ کہو کہ (بوڑھا) بہک گیا ہے تو مجھے تو یوسف کی بو آرہی ہے ۔

مفسرین کی توضیح:

مولانا شفیع عثمانی کی رائے:

مولانا شفیع عثمانی اس آیت مبارکہ کی تشریح اپنے تفسیری اسلوب سے کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یعقوبؑ نے پاس والوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ کہو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

مولانا مودودی کی رائے:

مولانا مودودی کے مطابق اس سے انبیا علیہم السلام کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی قافلہ حضرت یوسف کا قمیص لے کر مصر سے چلا ہے اور اُدھر سیکڑوں میل کے فاصلے پر حضرت یعقوب اس کی مہک پا لیتے ہیں انبیا علیہم السلام کی یہ قوتیں کچھ ان کی ذاتی نہ تھیں بلکہ اللہ کی بخشش سے ان کو ملی تھیں اور اللہ جب اور جس قدر چاہتا تھا انھیں کام کرنے کا

---

[16]۔سید ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن، جلد اول، ص:42

[17]۔یوسف:12:94

موقع دیتا ہے حضرت یوسف برسوں مصر میں موجود رہے کبھی حضرت یعقوب کو ان کی خوشبو نہ آئی مگر اب ایک قوت ادراک کی تیزی کا یہ عالم ہو گیا کہ ابھی ان کا قمیص مصر سے چلا ہے اور وہاں ان کی مہک آنی شروع ہو گئی۔[18]

پیر کرم شاہ الازہری کی رائے:

پیر کرم شاہ الازہری کے مطابق جب یہ قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو حضرت یعقوبؑ نے بھی باذن الٰہی مہر خاموشی توڑی اور فرمانے لگے کہ اگر تم مجھے نادان، اور مخبوط الحواس نہ کہو تو میں تمھیں بتاؤں کہ آج مجھے اپنے بیٹے یوسف کی خوشبو آرہی ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابھی قافلہ آٹھ دن کی مسافت پہ تھا۔[19]

مولانا عبد الرحمن کیلانی کی رائے:

مولانا عبد الرحمن کیلانی اس آیت مبارکہ میں موجود "ریح" کا ربط "سونگھنے" کی حس سے جوڑتے ہیں کہ جب یوسفؑ سے ملنے وقت آیا تو ملاقات سے پہلے ہی سیدنا یعقوبؑ پر وجدانی کیفیت طاری کر دی یا وحی سے مطلع کر دیا مگر اس کیفیت کا آپ گھر والوں سے کھل کر اظہار کرنے سے بھی ہچکچا رہے تھے وہ کہیں گے کہ یوسف سے والہانہ محبت مختلف تخیلات کی صورت میں تمہارے دل میں گردش کرتی رہتی ہے اور وہی تخیل ہمیں بتانے لگتے ہو۔[20]

ما حصل بحث:

مولانا مودودی کے مطابق اس سے انبیا علیہم السلام کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی قافلہ حضرت یوسف کا قمیص لے کر مصر سے چلا ہے اور اُدھر سیکڑوں میل کے فاصلے پر حضرت یعقوب اس کی مہک پالیتے ہیں شفیع عثمانی لکھتے کہ جیسے ہی قافلہ مصر سے چلتا ہے یعقوبؑ یوسفؑ کی خوشبو پالیتے ہیں عبد الرحمن اس کو یعقوبؑ کی وجدانی کفیت سے جوڑتے ہیں مولانا مودودی اسے انبیاءؑ کی وجدانی کفیت سے جوڑتے ہیں پیر کرم شاہ لکھتے کہ یعقوبؑ اپنے گھر والوں سے کہا مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے جبکہ قافلہ آٹھ دن کی مسافت پہ تھا۔

16۔ذوق (چکھنا):

" وَقَالَتْ أُوْلٰىهُمْ لِأُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ"[21]

ترجمہ: اور پہلی جماعت پچھلی جماعت سے کہے گی کہ تم کو ہم پر کچھ بھی فضیلت نہ ہوئی تو جو تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کے مزے چکھو ۔

مفسرین کی توضیح:

مولانا شفیع عثمانی کی رائے:

مولانا شفیع عثمانی اس آیت مبارکہ کی تشریح اپنے تفسیری اسلوب میں کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں "ذوق" سے مراد عذاب کا چکھنا ہے اور یہ عذاب کی صورت جسمانی بھی ہو گئی اور روحانی ہو گئی اور وہ اس عذاب کے چکھنے کا ذائقہ بھی محسوس کریں گے جو کڑوا بھی ہو گا اور زہریلا بھی ہو گا۔[22]

---

[18]۔سید ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، جلد دوم، ص:428

[19]۔ابو الحسنات، جسٹس پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن جلد دوم (ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 2024ء)

[20]۔کیلانی، تیسر القرآن، جلد دوم، ص:414

[21]۔الاعراف:7:39

[22]۔مفتی، عثمانی، معارف القرآن، جلد سوم، ص:555

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مولانا ابولا علیٰ مودودی کی رائے:

مولانا مودودی اس آیت مبارکہ کی تفسیر اپنے تفسیری اسلوب میں کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں "ذوق" کا لفظ حقیقی اور مجازی دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے جہنمی عذاب کو روحانی اور جسمانی دونوں طور پر محسوس کریں گے۔[23]

پیر کرم شاہ الازہری کی رائے:

پیر کرم شاہ الازہری نے اس آیت میں موجود حسی صفت "ذوق" کے ضمن میں گناہ گاروں کی عذاب کے وقت ہونے والی جسمانی کفیت کو واضح کیا ہے۔[24]

مولانا عبد الرحمن کیلانی کی رائے:

مولانا عبد الرحمن کیلانی اس آیت مبارکہ میں موجود حسی صفت "ذوق" کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ گناہ گاروں کو دردناک عذاب ہو گا یعنی قیامت کے دن دردناک عذاب کے مزے چکھیں گے۔[25]

ماحصل بحث:

پیر کرم شاہ الازہری نے اس آیت میں موجود حسی صفت "ذوق" کے ضمن میں گناہ گاروں کی عذاب کے وقت ہونے والی جسمانی کفیت کو واضح کیا ہے مولانا عبد الرحمن کیلانی "ذوق" کی تشریح میں لکھتے کہ گناہ گاروں کو دردناک عذاب ہو گا یعنی قیامت کے دن دردناک عذاب کے مزے چکھیں گے مولانا مودودی یہاں "ذوق" کا لفظ حقیقی اور مجازی دونوں معنوں میں کرتے ہیں جہنمی عذاب کو روحانی اور جسمانی دونوں طور پر محسوس کریں گے شفیع عثمانی لکھتے یہاں "ذوق" سے مراد عذاب کا چکھنا ہے اور یہ عذاب کی صورت جسمانی بھی ہو گئی اور روحانی ہو گئی اور وہ اس عذاب کے چکھنے کا ذائقہ بھی محسوس کریں گے جو کڑوا بھی ہو گا اور زہریلا بھی ہو گا۔

17۔ لمس (چھونا)

مَسَّ" (چھونا) عربی میں حسی یا جسمانی احساس کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے درد، بیماری یا تکلیف کا محسوس ہونا یہاں "البأساء" (تکلیف) اور "الضراء" (مصیبت) کو ایسی چیزوں کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو انہیں براہ راست چھوتی ہیں یعنی وہ ان کے وجود کو متاثر کرتی ہیں۔

" مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ"[26]

ترجمہ: ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ صعوبتوں میں ہلا ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی دیکھو خدا کی مدد عنقریب آیا چاہتی ہے۔

مفسرین کی توضیح:

مولانا عبد الرحمن کیلانی کی رائے:

عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں "مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَاءُ وَالضَّرَّاءُ" میں "مَسَّ" (چھونا) کو وہ حقیقی مصیبتوں کے عملی تجربے سے تعبیر کرتے ہیں ان کے نزدیک یہ لفظ صرف مجازی نہیں، بلکہ اس سے مراد جسمانی اور مالی مشکلات ہیں، جیسے بھوک، بیماری وغیرہ[27]

---

[23]۔ مودودی، تفہیم القرآن، جلد دوم، ص:29

[24]۔ ابوالحسنات، ضیاء القرآن جلد اول، ص:29

[25]۔ کیلانی، تیسر القرآن، جلد دوم، ص:50

[26]۔ البقرہ:2:214

[27]۔ کیلانی، تیسر القرآن، جلد اول، ص:123

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

پیر کرم شاہ الازہری کی رائے:

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں"مَسّ َ" کو وہ روحانی اور جسمانی دونوں سطحوں پر اثر انداز ہونے والی آزمائش سے تعبیر کرتے ہیں الْبَأْسَاءُ"(تنگ دستی)اور"الضَّرَّاءُ"(تکلیف) کو وہ صرف مادی نہیں، بلکہ دل کی کڑھن اور صبر کی تربیت کا ذریعہ بھی قرار دیتے ہیں۔[28]

مولانا شفیع عثمانی کی رائے:

مولانا شفیع عثمانی کے مطابق سابقہ آیت میں کفار کا ہمیشہ سے انبیاء و مومنین کے ساتھ اختلاف کرتے رہنا مذکور تھا جس میں ایک گونہ مسلمانوں کو اس طور پر تسلی دینا بھی مقصود تھا جن کو استہزاء کفار سے ایذا رہوتی تھی کہ یہ خلاف تمھارے ساتھ نیا نہیں ہے ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اُن پر صبر کرنا چاہتے کیونکہ کامل راحت تو آخرت کی محنت ہی اٹھانے سے ہے۔[29]

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی رائے:

مولانا مودودی اس آیت کی تفسیر اپنے تفسیری انداز میں بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء کرام جب بھی دنیا میں آئے دین کا رستہ ان کے لیے پھولوں کی سیج نہ تھا بلکہ انہیں بہت ایذاء اور مصیبتیں پہنچائی گئیں۔[30]

ماحصل بحث:

مولانا عبد الرحمن کیلانی کی تفسیر میں حسی لمس پر زور ہے، یعنی مصائب کو جسمانی طور پر محسوس کیا جاتا ہے پیر کرم شاہ اسے باطنی اور ظاہری دونوں اذیتوں سے جوڑتے ہیں، مگر حسی پہلو کو نظر انداز نہیں کرتے دونوں کے نزدیک یہ آیت مومنوں کے لیے
تسلی بھی ہے کہ آزمائشیں عارضی ہیں اور اللہ کی مدد یقینی ہے مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں لفظ "مَسَّ "(چھونا) یہاں تکلیف کے عملی اور محسوس ہونے کو ظاہر کرتا ہے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ آزمائشیں صرف خیالی یا ذہنی نہیں تھیں، بلکہ حقیقی اور شدید تھیں جو مومنین کے وجود کو براہ راست متاثر کر رہی تھیں مولانا شفیع عثمانی لکھتے ہیں وہ لفظ "مَسَّ "کو حقیقی اور محسوس تکلیف کے معنی میں لیتے ہیں۔ ان کے مطابق، یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ " الضراء "سے مراد ذاتی اور جسمانی پریشانیاں جیسے بیماری، فاقہ کشی وغیرہ۔

18۔ معنوی صفات اردو تفسیری ادب کے تناظر میں:

معنوی صفات انسان کی روحانی، اخلاقی اور فکری خوبیاں ہیں جو اسے ایک متوازن اور اعلیٰ کردار کا حامل بناتی ہیں یہ صفات انسان کی شخصیت کو نکھارتی ہیں اور معاشرے میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنتی ہیں معنوی صفات کی ضرورت اور اہمیت کو مختلف پہلوؤں سے سمجھا جا سکتا ہے انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد اللہ کی عبادت اور اس کی رضا کا حصول ہے معنوی صفات جیسے تقویٰ، صبر، شکر، اور تواضع انسان کو اللہ کے قریب کرتے ہیں رب العالمین فرماتے ہیں:إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ"[31]

انسان جسم اور روح، ظاہر اور باطن کا مجموعہ ہے اسلامی اخلاقیات انسان کے باطن کی عکاسی کرتی ہیں اس کا مرکز دل ہے یہ باطنی تصویر انسانِ مسلم کی شخصیت کی بنیاد ہے انسان کو اس کے قد و قامت، رنگ و حسن، یا غربت و امارت سے نہیں پرکھا جاتا بلکہ اس کے اخلاق اور ان اعمال سے پرکھا

---

[28]۔ ابو الحسنات، ضیاء القرآن جلد اول، ص:147

[29]۔ مفتی عثمانی، معارف القرآن، جلد اول، ص:510

[30]۔ مودودی، تفہیم القرآن، جلد اول، ص:163

[31]۔ الحجرات:49:13

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

جاتا ہے جو ان اخلاق کی نمائندگی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:" اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْن"[32]

" خُذِ الْعَفْوَوَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ"[33]

" يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ"[34]

" يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ"[35]

" يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ"[36]

" يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ"[37]

ماحصل بحث:

مفتی محمد شفیع عثمانیؒ معارف القرآن میں انسانی معنوی صفات کو انسانی فطرت اور روحانی بلندی کا جوہر قرار دیتے ہیں سورۃ الحجرات (آیت 13) "إن أكرمكم عند الله أتقاكم" کی تفسیر میں وہ فرماتے ہیں کہ انسان کی برتری کا معیار رنگ، نسل یا طاقت نہیں بلکہ تقویٰ یعنی اللہ کا خوف، باطنی پاکیزگی، اخلاص اور طہارتِ قلب ہے۔ مفتی صاحب معنوی صفات کو ایمان کی علامت اور اسلامی معاشرے کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں سورۃ العصر کی تفسیر میں وہ فرماتے ہیں کہ انسان خسارے سے بچ نہیں سکتا جب تک کہ وہ ایمان، عمل صالح، صبر اور حق پر ثابت قدمی جیسے معنوی اصولوں کو نہ اپنائے ان کے نزدیک معنوی صفات، انسان کو صرف انفرادی نیکی تک محدود نہیں رکھتیں بلکہ ایک عادل، مہذب اور خیر خواہ معاشرہ تشکیل دیتی ہیں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ تفہیم القرآن میں معنوی صفات کو اسلام کا اخلاقی اور معاشرتی ستون قرار دیتے ہیں سورۃ البقرہ (آیت 177) کی تفسیر میں وہ فرماتے ہیں کہ "البر" صرف قبلہ رخ ہونے میں نہیں بلکہ ایمان، صدق، صبر، نماز، زکوٰۃ، ایفائے عہد، اور مصیبت میں استقامت جیسے اوصاف میں ہے ان کے نزدیک صدق، صبر، عدل اور انفاق جیسی صفات ہی وہ حقیقی دینی معیار ہیں جو فرد کو ایک صالح شہری اور نفع بخش انسان بناتی ہیں۔ مودودیؒ انسان کے باطن کو تزکیہ نفس کے ذریعے پاک کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معنوی صفات فرد کی روح کو تربیت دیتی ہیں، جو پھر اجتماعی سطح پر عدل، امن اور اخوت کا باعث بنتی ہیں وہ معنوی صفات کو دین کے جوہر کا درجہ دیتے ہیں اور ان کے بغیر ایمان کو ناقص تصور کرتے ہیں۔ مولانا عبد الرحمن کیلانیؒ تیسیر القرآن میں انسانی معنوی صفات کی بنیاد توحید، اخلاص، اور اطاعتِ الٰہی پر رکھتے ہیں سورۃ النحل (آیت 90) کی تفسیر میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کا حکم عدل، احسان، اور قریبیوں کو دینے پر ہے، جب کہ فحشاء، منکر اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ کیلانیؒ کے مطابق عدل وہ بنیادی صفت ہے جو اسلامی نظامِ حیات کی روح ہے، اور فرد و معاشرہ اسی وقت درست سمت میں جا سکتا ہے جب معنوی صفات اس کی بنیاد ہوں۔ وہ صبر، شکر، تواضع، رحم، اور امانت داری کو معاشرتی بھلائی اور دینی نظام کی بقاء کے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں۔

---

[32]۔النحل:16:94

[33]۔الاعراف7:199

[34]۔الحجرات:49:6

[35]۔الحجرات:49:11

[36]۔الحجرات:49:12

[37]۔الحجرات:49:13

ان کے مطابق، معنوی صفات کا فقدان فرد کو مادہ پرستی کی طرف لے جاتا ہے، جو بالآخر معاشرتی فساد کا سبب بنتا ہے۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ ضیاء القرآن میں معنوی صفات کو روحانیت، نبوت کی وراثت، اور انسانی کمال کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ سورۃ الفرقان (آیت 63-76) کی تفسیر میں وہ "عباد الرحمن" کی صفات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ تواضع، حلم، صبر، استغفار، سچائی، اور تقویٰ ایسے اوصاف ہیں جن کے بغیر ایک بندہ اللہ کا سچا عبد نہیں بن سکتا۔ ان کے مطابق، یہ صفات اللہ تعالیٰ کی قربت، دعاؤں کی قبولیت، اور معاشرتی عزت کا ذریعہ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ قرآن جس "نیکی" کو مطلوب قرار دیتا ہے، وہ صرف عبادات نہیں بلکہ اخلاقی صفات پر مشتمل ہے، جو انسانی تعلقات، سوسائٹی کی پاکیزگی، اور فلاحِ انسانیت کی بنیاد ہیں ان کی تفسیرات میں معنوی صفات کو اسلامی تہذیب کا اصل جمال قرار دیا گیا ہے۔

19۔ حسی صفات جدید سائنس اور نفسیات کے تناظر میں:

سائنس کے مطابق، یہ پانچ حسیات نہ صرف ہمارے جسمانی بقا اور ماحول کے ساتھ رابطے کے لیے ضروری ہیں بلکہ یہ ذہنی صحت، جذبات اور یادداشت پر بھی گہرے اثرات ڈالتی ہیں حسیات پر مختلف سائنسدانوں نے گہری تحقیق کی اور اپنی تحقیقات کو کتابوں اور مقالات میں پیش کیا یہاں کچھ معروف سائنسدانوں کے نام، ان کے نظریات، اور متعلقہ کتابوں کے نام دیے گئے ہیں۔

20۔ حسی صفات سائنس کے تناظر میں:

21۔ جان لاک (John Locke)

جان لاک نے تجربیت (Empiricism) کے فلسفے کو پیش کیا، جس کے مطابق علم کا حصول حواس کے ذریعے ہوتا ہے۔ ان کا ماننا تھا کہ ذہن ابتدائی طور پر خالی تختی کی مانند ہوتا ہے، اور حسی تجربات کے ذریعے اسے علم حاصل ہوتا ہے کتاب "An Essay Concerning Human Understanding" اس کتاب میں لاک نے انسانی علم، حسیات اور شعور کے تعلق پر بحث کی ہے۔[38]

22۔ رینی ڈیکارٹ (René Descartes)

ڈیکارٹ نے حسیات کو شکوک و شبہات کی بنیاد پر دیکھا ان کے نزدیک حواس ہمیں حقیقت کا مکمل علم نہیں دیتے بلکہ ان پر بھروسہ محدود ہونا چاہیے۔ انہوں نے حواس کو جسمانی اور روحانی پہلوؤں سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش کی کتاب "Meditations on First Philosophy" اس میں ڈیکارٹ نے حسیات، شک، اور علم کی بنیاد پر فلسفیانہ مباحث کو پیش کیا ہے۔[39]

23۔ ہرمن وان ہلم ہولٹز (Hermann von Helmholtz)

ہرمن نے حسیات خصوصاً بصارت اور سماعت پر کام کیا اور حواس کو حیاتیاتی عمل کے طور پر سمجھنے کی کوشش کی انہوں نے حسیات اور اعصاب کے درمیان تعلق پر تحقیقات کیں اور حسیات کے میکانزم کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کتاب "Handbook of Physiological Optics" اس کتاب میں ہلم ہولٹز نے بصارت اور حسیات کے دیگر پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔[40]

24۔ ایوان پاولوف (Ivan Pavlov)

---

38 . John lock ,An ESSAY Concerning Human understanding(England 1689)

39 . Rene Descartes,Meditations on First philosophy(Latin 1641.)

40 Hermann von Helmholtz ,Handbook of Physiological Optics (leopold voss in Leipzig Germany 1867.)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

پاولوف نے مشروط اضطراری رد عمل پر کام کیا، جس میں انہوں نے جانوروں میں مخصوص محرکات اور حسیات کے رد عمل پر تجربات کیے۔ ان کے تجربات نے بتایا کہ کیسے مخصوص حسیات کے ذریعے مشروط رد عمل پیدا ہوتا ہے۔ کتاب"Conditioned Reflexes"اس کتاب میں پاولوف نے اپنی تحقیقات کو بیان کیا ہے، خاص طور پر حسی تجربات اور مشروط رد عمل کی وضاحت کی ہے۔

26۔جے جے گبسن(J. J. Gibson)

گبسن نے حسیات، خاص طور پر بصارت کو "اکثر ماحول کے ساتھ تعامل" کے تناظر میں دیکھا۔ ان کا نظریہ "ایکو فورڈنس" کہلاتا ہے، جو یہ بیان کرتا ہے کہ ہم حسیات کو مادی حقیقت سے متاثر ہو کر محسوس کرتے ہیں۔

"The Senses Considered as Perceptual Systems"اس کتاب میں گبسن نے حسیات کے نظام اور ان کے ادراک پر سائنسی نقطہ نظر سے بحث کی۔[41]

یہ سائنسدان حسیات کے مختلف پہلوؤں پر اپنے مخصوص نظریات اور تحقیقی کتابوں کے ذریعے گہری روشنی ڈالتے ہیں، جنہوں نے بعد میں اس میدان میں مزید تحقیقات اور دریافتوں کا راستہ ہموار کیا ہے۔

حسی صفات نفسیات کے تناظر:

ماہرینِ نفسیات کے نزدیک حواس خمسہ (پانچ حسیات)انسان کی ذہنی زندگی اور جذباتی تجربات کا بنیادی حصہ ہیں یہ نہ صرف بیرونی دنیا کا ادراک فراہم کرتے ہیں بلکہ انسان کے رویوں، جذبات، اور یادداشت پر بھی گہرا اثر ڈالتے ہیں حواس کے ذریعے انسانی ذہن ماحول سے متعلق معلومات کو جمع کرتا ہے، اور ماہرینِ نفسیات ان تجربات کے اثرات کو سمجھنے کے لیے مختلف زاویوں سے مطالعہ کرتے ہیں ذیل میں حسیات کے بارے میں کچھ معروف ماہرینِ نفسیات کے نظریات پیش کیے گئے ہیں:

27۔سگمنڈ فرائڈ(Sigmund Freud)

فرائڈ کے مطابق، حسی تجربات ابتدائی طور پر لاشعور میں محفوظ ہوتے ہیں اور شخصیت کی تشکیل میں کردار ادا کرتے ہیں انہوں نے محسوس کیا کہ جسمانی اور حسی تجربات بچپن میں انسانی نفسیات پر گہرے نقوش چھوڑتے ہیں، جو بعد میں انسان کی نفسیاتی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔[42]

کتاب"The Interpretation of Dreams"اس کتاب میں فرائڈ نے حسیات، لاشعور، اور خوابوں کے درمیان تعلق پر گفتگو کی۔

تصور: لاشعوری طور پر حسی تجربات ہمارے خوابوں اور احساسات کی تشکیل کرتے ہیں۔

جان واٹسن(John Watson)

28۔واٹسن نے رویہ جاتی نفسیات (Behaviorism) کے اصولوں کے تحت حسیات پر تحقیق کی ان کے مطابق، حواس تجربات کے ذریعے مشروط رد عمل کو تشکیل دیتے ہیں ان کا ماننا تھا کہ حسیات اور بیرونی محرکات ہمیں سیکھنے اور مخصوص رد عمل پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

تصور: ان کے تجربات میں خاص طور پر کلاسیکل کنڈیشننگ کو استعمال کر کے یہ دکھایا گیا کہ کیسے حسیات مختلف رویے پیدا کر سکتی ہیں۔

"Behaviorism"اس کتاب میں واٹسن نے حسی محرکات، رد عمل، اور سیکھنے کے عمل کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔[43]

---

[41] .,The senses considered as perceptual System, James J.Gibson (Houghto Miffin,Boston 1966.)

[42] . Sigmund Freud ,The Interpretation of Dreams(Franz Deuticke liepzig: Vienna 1900)

[43] . Jhon B.Watson, Behaviorism(W.W .Norton & Company :Reissue1970)

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

29۔بی ایف اسکنر(B.F. Skinner):

اسکنر نے حسیات کو آپریٹ کنڈیشننگ کے ذریعے سمجھا، جس میں انہوں نے حسی تجربات کو انعام یا سزا کے ذریعے رد عمل کی تشکیل میں اہم سمجھا ان کے مطابق، حسی محرکات اور رویے میں تعلق ہوتا ہے، اور یہ انسانی سیکھنے کے عمل کو تشکیل دیتے ہیں۔

تصور: ان کے تجربات میں مختلف حسی محرکات کو انعامات اور سزاؤں کے ذریعے کنٹرول کیا گیا تاکہ مخصوص رد عمل پیدا ہو۔

کتاب "The Behavior of Organisms" اس کتاب میں اسکنر نے حسی تجربات کے ذریعے سیکھنے کے عمل اور رویے کی تشکیل کے اصول پیش کیے۔

30۔ولیم جیمز(William James):

جیمز نے حسی تجربات کو شعور کا لازمی حصہ قرار دیا اور کہا کہ حواس ہمیں ایک مربوط تجربہ فراہم کرتے ہیں۔ ان کا ماننا تھا کہ حسیات کی مدد سے ہم اپنی داخلی اور خارجی دنیا کے بارے میں آگاہی حاصل کرتے ہیں، جو ہمارے جذبات اور شناخت کو متاثر کرتی ہے۔

تصور: جیمز نے "سٹریم آف کانشیسنس" کا تصور دیا، جس میں حسی تجربات کو انسانی شعور کا مسلسل حصہ سمجھا گیا۔

کتاب "The Principles of Psychology" اس کتاب میں جیمز نے حسیات اور شعور کے درمیان تعلق کو تفصیل سے بیان کیا[44]

31۔جے جے گبسن(J.J. Gibson):

گبسن نے حسیات کو "ماحول کے ساتھ تعامل" کے تناظر میں دیکھا اور کہا کہ ہم اپنے حواس کے ذریعے ارد گرد کی حقیقت کو براہِ راست محسوس کرتے ہیں۔ ان کے مطابق، حسیات ہمیں ماحول سے موافق بنانے کا ذریعہ ہیں، جو ہمارے رویے کو تشکیل دیتی ہیں۔

تصور: انہوں نے "ایفورڈنس"(Affordances) کا نظریہ دیا، جس کے تحت ہم اشیاء کو ان کے ممکنہ استعمال کے تناظر میں محسوس کرتے ہیں۔

"The Senses Considered as Perceptual Systems" اس کتاب میں گبسن نے حسی نظام اور ماحول سے تعامل کے حوالے سے اپنے نظریات پیش کیے۔

31۔ژاں پیاجے(Jean Piaget):

پیاجے نے حسی تجربات کو بچوں کی ذہنی ترقی کے لیے لازمی سمجھا۔ ان کے مطابق، بچے ابتدائی عمر میں اپنے حواس کے ذریعے دنیا کو دریافت کرتے ہیں اور اسی بنیاد پر اپنے ذہن میں علم کو منظم کرتے ہیں۔

تصور: پیاجے کے نظریہ ارتقائی مراحل میں حسی تجربات کا کردار اہم ہے، خاص طور پر "حسیاتی-حرکی مرحلے" میں۔ کتاب "The Origins of Intelligence in Children" اس کتاب میں پیاجے نے بچوں کے حسیاتی حرکی مرحلے کے حوالے سے اپنے نظریات کو بیان کیا[45]

ماحصل بحث:

ماہرینِ نفسیات کے ان نظریات کے مطابق، حسیات ہمارے جذباتی، ذہنی، اور سماجی تجربات کی بنیاد بنتی ہیں اور انسان کو اپنے ماحول اور خود کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہ تحقیق اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ حسی تجربات کا براہ راست اثر انسانی رویے، یادداشت، اور سیکھنے کے عمل پر ہوتا ہے۔ کئی ماہرین نفسیات نے حواس خمسہ (پانچ حسیات) پر تحقیق کی اور انسانی ادراک، رویے، اور شعور میں ان کی اہمیت کو مختلف پہلوؤں سے بیان

[44] . B.F.Skinner The Behavior of Organisms(Appleton-Century :United States 1938)
[45] Jean Piaget ,The Origins of Intelligence in Children (International University press :Miami 1952)

کیاہے ان ماہرین نفسیات نے حسیات کی مختلف تشریحات اور تجربات کے ذریعے اس بات پر روشنی ڈالی کہ حسی تجربات انسانی شعور، سیکھنے، اور رویے کی تشکیل میں کس طرح اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مسلم علماء اور فلسفیوں نے انسانی حواس خمسہ (پانچ حسیات) پر گہرائی سے غور کیا اور انہیں علم اور شعور کے اہم ذرائع سمجھا۔

جدید سائنس: حسیات (نظر، سماعت، چھونا، ذائقہ، اور خوشبو) انسان کے دنیا کو سمجھنے کے بنیادی ذرائع ہیں۔ نیوروسائنس حسی معلومات کے دماغ میں پروسیسنگ کا مطالعہ کرتا ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ ہماری حقیقت کی تفہیم کو کیسے شکل دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر، حسی طریقے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ماحول کا جامع ادراک بناتے ہیں، جیسا کہ ملٹی سینسری انٹیگریشن پر ہونے والی تحقیق میں دیکھا گیا ہے۔

32۔ معنوی صفات سائنس اور نفسیات کے تناظر میں:

33۔ مفہوم اور مقصد:

جدید سائنس: تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ روحانیت فلاح و بہبود اور زندگی کی اطمینان کو بڑھا سکتی ہے مثبت نفسیات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کو مقصد کا احساس ہوتا ہے ان کی ذہنی اور جسمانی صحت بہتر ہوتی ہے روحانی طریقے جیسے مراقبہ اور دعا، دباؤ کو کم کرنے اور جذباتی لچک کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

نفسیات: ماہرین نفسیات یہ تسلیم کرتے ہیں کہ روحانیت زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنے میں مدد کرتی ہے روحانی عقائد انسانوں کو مصیبت اور نقصان کو سمجھنے کا ایک فریم ورک فراہم کرتے ہیں، جو لچک اور امید پیدا کرتا ہے۔

37۔ رشتہ اور تعلق:

جدید سائنس: نیوروسائنس کی تحقیق بتاتی ہے کہ روحانی تجربات تعلق اور وابستگی کے احساسات کو متحرک کر سکتے ہیں مراقبہ اور دعا جیسی روحانی مشقیں سماجی تعلقات اور کمیونٹی کی احساسات کو بڑھاتی ہیں۔

نفسیات: سماجی نفسیات ذہنی صحت کے لیے تعلق کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے روحانی کمیونٹیز سماجی حمایت فراہم کرتی ہیں، جو تنہائی اور اکیلے پن کے احساسات کو کم کرتی ہیں۔

38۔ جذباتی ضابطہ:

جدید سائنس: روحانی مشقیں جذباتی ضابطے کو بہتر بنانے سے وابستہ ہیں تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ مراقبہ اور ذہن سازی دماغی فعل میں تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہیں، جو جذباتی کنٹرول اور رد عمل کو کم کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

نفسیات: ماہرین نفسیات روحانی فریم ورک کا استعمال کرتے ہیں، یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ روحانی عقائد افراد کو دباؤ، اضطراب، اور افسردگی سے نمٹنے میں مدد کر سکتے ہیں ذہن سازی پر مبنی دباؤ میں کمی کی تکنیکیں (MBSR) روحانی مشقوں میں جڑت رکھتی ہیں اور کلینیکل سیٹنگز میں مؤثر ثابت ہوئی ہیں۔

ماحصل بحث:

انسانی شخصیت کی تشکیل میں حسی و معنوی صفات بنیادی کردار ادا کرتی ہیں حسی صفات (جیسے بصارت، سماعت، لمس، ذائقہ، اور سونگھنے کی صلاحیت) انسان کے ارد گرد کی دنیا سے رابطے کا ذریعہ ہیں جب کہ معنوی صفات (جیسے صبر، تقویٰ، اخلاص، صدق، حیا، عدل، رحم، تواضع) انسان کے داخلی شعور، اخلاقی اقدار اور روحانی ارتقاء کی ترجمان ہوتی ہیں جدید سائنس، خاص طور پر نیوروسائنس اور بایولوجی، اس امر پر متفق ہے کہ حسی نظام انسانی اعصابی نظام کے ساتھ مربوط ہے اور یہ دماغ کے مخصوص حصوں کے ذریعے ماحول سے تعلق پیدا کرتا ہے دماغ کا "سینسری کارٹیکس" ہر حس کے لیے مخصوص ہے جیسے بصری محرکات کی پروسیسنگ "آکسیپیٹل لوب" میں ہوتی ہے، جب کہ سماعت "ٹیمپورل لوب" میں۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اس سائنسی معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسیات صرف جسمانی نہیں، بلکہ اعصابی اور شعوری سطح پر بھی انسان کے رویوں کو متاثر کرتی ہیں دوسری جانب، نفسیاتی تحقیق یہ ظاہر کرتی ہے کہ انسان کی معنوی صفات نہ صرف اس کے باطنی سکون اور ذہنی صحت سے جڑی ہیں، بلکہ معاشرتی تعلقات اور اجتماعی فلاح میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہیں ماہر نفسیات کارل راجرز اور وکٹور فرانکل کے مطابق، صداقت، رحم، اور مقصدِ حیات جیسے معنوی رجحانات انسان کے اندرونی توازن کو قائم رکھتے ہیں۔[46] فرانکل کی لوگو تھراپی اس بات پر زور دیتی ہے کہ معنوی احساس انسان کو شدید ذہنی دباؤ میں بھی زندہ رہنے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔[47] نفسیات کے ماہرین یہ بھی کہتے ہیں کہ حسی تجربات براہِ راست انسان کے جذبات، یادداشت اور سیکھنے کے عمل پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بصارت ایک ایسی حس ہے جو علم، مشاہدے اور فیصلوں کی بنیاد رکھتی ہے، جب کہ سماعت تربیت، خطابت، اور تعلقات کی بہتری میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ حسی محرکات اگر مثبت ہوں تو ذہنی صحت بہتر ہوتی ہے، اور اگر منفی ہوں (مثلاً شور، ناقص روشنی، یا بدبو)، تو انسان میں اضطراب، ڈپریشن اور چڑچڑاپن پیدا ہو سکتا ہے معنوی صفات کا نفسیاتی تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ صبر، حیا، تقویٰ، اخلاص، عدل وغیرہ وہ اوصاف ہیں جو فرد کے رویوں کو مہذب بناتے ہیں، اسے جذباتی توازن عطا کرتے ہیں اور معاشرتی سطح پر ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔ ماہرینِ اخلاقیات اور کلینیکل سائیکالوجسٹ کے مطابق، ان صفات کی تربیت انسان کو نہ صرف ایک بہتر شہری بلکہ ایک پرامن معاشرے کا ستون بناتی ہے۔ آخر میں، سائنس اور نفسیات دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حسی و معنوی صفات انسان کے شعور، کردار اور معاشرتی رویوں میں ہم آہنگی اور توازن قائم رکھنے کے لیے ناگزیر ہیں۔

39۔ حسی و معنوی صفات کی عصری معنویت:

عصری معنویت ایک ایسا جامع تصور ہے جو موجودہ دور کے فکری، سائنسی، سماجی اور ثقافتی تناظر میں انسان کی روحانی، اخلاقی اور باطنی ضرورتوں کو سمجھنے اور پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کا تعلق صرف مذہبی عبادات یا روایتی روحانیت سے نہیں بلکہ انسان کی شخصیت، احساسات، باطن، تعلقات، اور مقصدِ حیات کی تلاش سے بھی ہے اسلامی روحانیت ہمیشہ سے معنویت پر زور دیتی آئی ہے اور جدید دور میں بھی اس کی اہمیت باقی ہے قرآن کریم میں تدبر، تفکر، اخلاص، تزکیۂ نفس اور قربِ الٰہی جیسے تصورات عصری معنویت کا جوہر ہیں[48] حضرت اقبالؒ نے بھی جدید انسان کے لیے "خودی"، "روح کی بالیدگی" اور "قلبِ سلیم" جیسے تصورات کے ذریعے ایک معاصر روحانی وژن پیش کیا ہے[49] عصری معنویت کسی بھی تصور، عمل یا شے کی موجودہ دور کے تناظر میں علمی، تکنیکی، سماجی اور ثقافتی اہمیت کا تجزیہ ہے جو تاریخی تسلسل کے ساتھ بدلتی ہوئی ضروریات اور چیلنجز کے تحت نئے معانی اختیار کرتی ہے۔ ہے قرآنِ مجید میں سماعت کو غور و فکر کے ساتھ جوڑا گیا ہے جیسا کہ فرمایا:

"وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"[50]

یعنی قرآن کی سماعت خاموشی اور توجہ کے ساتھ ہونی چاہیے تاکہ دل پر اثر ہو اور رحمت حاصل ہو جدید ماہرین بھی اس با ت کا اعتراف کرتے ہیں کہ شعوری طور پر سننا فہم و شعور پیدا کرتا ہے

---

[46] **Carl Rogers**, *On Becoming a Person*,(Houghton Mifflin, 1961.)

[47] **Victor Frankl**, *Man's Search for Meaning*,(Beacon Press, 2006)

[48] ۔ حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی، احیائے العلوم (دار الکتاب دیوبند ہندوستان 1869ء)

[49] Alama M. Iqbal, *Reconstruction of Religious Thought in Islam (,Oxford University press ,1934).*

[50] ۔ الاعراف: 7:204

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕاِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا" [51]

مولانا ابو الا علی مودودی کے نزدیک آج کے ذرائع ابلاغ، افواہیں، پروپیگنڈا اور بغیر تحقیق کے سنی گئی باتیں سماعت کے اخلاقی انحطاط کا مظہر ہیں۔

" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَالْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ "[52]

پیر کرم شاہ نے " لَہْوَالْحَدِیْثِ "کو سماعت کی گمراہی کا ذریعہ قرار دیا ہے عصر حاضر کے "آڈیو کلچر" گانوں، ڈراموں، بے مقصد تبصروں کو پیر صاحب نے سماعت کے فساد کا ایک بڑا ذریعہ قرار دیا ان کے نزدیک سماعت، شخصیت کی تعمیر یا تخریب دونوں کا ذریعہ ہے۔

" الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ " [53]

مولانا عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں کہ ہر بات کو سنو، لیکن اس کی جانچ کرو اور پھر جو سب سے بہتر، مدلل اور اخلاقی بات ہو، اسی کو قبول کرو جذباتی بات قبول مت کرو۔

چاروں مفسرین کے مطابق:

مفسر	سماعت کی نوعیت	عصری معنویت
شفیع عثمانیؒ	فتنہ انگیز آوازوں سے بچاؤ	ذمہ داری اور روحانی احتساب دینی تربیت کے لیے سمعی تہذیب
عبد الرحمن کیلانیؒ	شعوری، تنقیدی اور تحقیقی سماعت	حق کو پہچاننے کے لیے باشعور سماعت ضروری
سید مودودیؒ	علمی و فکری سماعت	تقلید سے آزادی، تنقیدی سننے کی تربیت
پیر کرم شاہ الازہریؒ	روحانی سماعت	قرآن اور ذکر کی سماعت سے ایمان کو جلا ملتی ہے

40۔جدید نفسیات کے تناظر میں حسی صفات کی عصری معنویت:

41۔تعارف:

انسانی شخصیت کی تشکیل میں جہاں عقل، وجدان اور روحانی پہلو اہم کردار ادا کرتے ہیں، وہیں حسی صفات یعنی بصر، سمع، لمس، شم اور ذوق نہایت بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ جدید نفسیات میں ان حواس کو نہ صرف فطری ادراک کے ذرائع کے طور پر دیکھا جاتا ہے بلکہ یہ ذہنی صحت، سیکھنے کے عمل، جذباتی توازن، اور رویوں کی تعمیر میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں نفسیات میں "ادراک" اس عمل کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے انسان اپنے حواس خمسہ (بینائی، سماعت، چکھنے، سونگھنے، چھونے) کے ذریعے بیرونی دنیا سے معلومات حاصل کرتا ہے اور ان معلومات کو ذہنی طور پر ترتیب دیتا ہے۔ جب ہم کسی خوشبو کو سونگھتے ہیں تو یہ سادہ سونگھنا بلکہ اس کی پہچان کا عمل ہوتا ہے جیسے کسی پھول کی خوشبو یا کسی کھانے کی مہک بینائی انسانی ذہن کا سب سے پیچیدہ اور موثر حسی نظام ہے۔ نفسیات کے مطابق، آنکھ صرف روشنی کو جذب کرتی ہے، لیکن " دیکھنے "کا عمل دماغ انجام دیتا ہے، جہاں شکل، رنگ، فاصلہ، حرکت وغیرہ کا تجزیہ کیا جاتا ہے[54]

[51] ۔الاسراء: 17:36

[52] ۔لقمان: 31:6

[53] ۔الزمر: 39:18

[54] .Gregory, R. L. Eye and Brain: The Psychology of Seeing(Princeton University Press1997).

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ڈیجیٹل دور میں بصارت کا کردار مزید بڑھ گیا ہے اسکرین پر معلومات کو سمجھنا، سوشل میڈیا کا تجزیہ اور بصری سیکھنے کی مہارت سماعت صرف آواز سننے کا نام نہیں، بلکہ اس آواز کو پہچاننے، اس کی سمت جانچنے، اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کا عمل ہے[55]

یہ حسی نظام جسم کو حرارت، دباؤ، درد اور کمپن جیسی معلومات فراہم کرتا ہے۔ نفسیات کے مطابق، بچوں کی ابتدائی ترقی میں چھونے کا احساس جذباتی تعلق، اعتماد، اور سیکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

42۔ معنوی صفات کی عصری معنویت:

انسانی شخصیت کی تکمیل میں جہاں حسی صفات کا کردار اہم ہے، وہیں معنوی صفات (جیسے صداقت، صبر، توکل، عفو، حلم، تقویٰ، حکمت، حیا) انسان کی باطنی تربیت، کردار سازی اور روحانی ارتقاء میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ عصرِ حاضر میں، نفسیاتی مسائل، ذہنی دباؤ، تیز رفتار زندگی اور اخلاقی گراوٹ کے تناظر میں معنوی صفات کی افادیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے معنوی صفات کو انسانی باطن کی خوبیاں کہا جاتا ہے۔ یہ صفات انسان کو محض جسمانی یا عقلی مخلوق کے درجے سے بلند کر کے ایک متوازن، باشعور، اور پر سکون شخصیت میں تبدیل کرتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں ان صفات کو نجات، فلاح، اور قربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ جدید نفسیات بھی انسانی شخصیت میں مثبت رویوں اور باطنی ہم آہنگی کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔

ماحصل بحث:

قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسان کی ابتدا محض مٹی سے نہیں، بلکہ روحانی و اخلاقی شعور سے بھی ہوئی۔ اس کی خلافت ایک مقدس ذمہ داری ہے، جو حسی اور معنوی صفات کے متوازن استعمال سے ادا ہوتی ہے۔ جب انسان ان دونوں جہات کو شعوری طور پر اپناتا ہے، تو وہ اللہ کی زمین پر عدل، خیر، اور فلاح کا علمبردار بن جاتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کی ابتداء مٹی سے ہوئی لیکن اسے روحِ الٰہی سے سرفراز کر کے اشرف المخلوقات بنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم، شعور، سمع، بصر اور فؤاد جیسی حسی صلاحیتیں عطا کیں تا کہ وہ دنیا کو پہچاننے اور مقصدِ حیات کو سمجھے۔ ساتھ ہی، اس پر خلافتِ ارضی کی ذمہ داری عائد کی گئی جو عدل، علم، اور اصلاحِ معاشرہ پر مبنی ہے۔ انسان کی معنوی صفات جیسے تقویٰ، صدق، عدل، صبر، رحم اور حیا قرآن و سنت میں بار بار بیان ہوئی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی انہی اوصاف کی تکمیل تھا۔ یوں انسان کی حسی اور معنوی صفات نہ صرف اس کے ذاتی کمال کا ذریعہ ہیں بلکہ خلافت کی ذمہ داری کو ادا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں حسی اور روحانی خصوصیات مل کر انسانی فطرت کو جامع نقطہ نظر فراہم کرتی ہیں جدید سائنس، خاص طور پر نیوروسائنس اور بایولوجی، اس امر پر متفق ہے کہ حسی نظام انسانی اعصابی نظام کے ساتھ مربوط ہے اور یہ دماغ کے مخصوص حصوں کے ذریعے ماحول سے تعلق پیدا کرتا ہے دماغ کا "سینسری کارٹیکس" ہر حس کے لیے مخصوص ہے جیسے بصری محرکات کی پروسیسنگ "آکسیپیٹل لوب" میں ہوتی ہے، جب کہ سماعت "ٹیمپورل لوب" میں۔ اس سائنسی معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسیات صرف جسمانی نہیں، بلکہ اعصابی اور شعوری سطح پر بھی انسان کے رویوں کو متاثر کرتی ہیں دوسری جانب، نفسیاتی تحقیق یہ ظاہر کرتی ہے کہ انسان کی معنوی صفات نہ صرف اس کے باطنی سکون اور ذہنی صحت سے جڑی ہیں، بلکہ معاشرتی تعلقات اور اجتماعی فلاح میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہیں ماہرِ نفسیات کارل راجرز اور وکٹر فرانکل کے مطابق، صداقت، رحم، اور مقصدِ حیات جیسے معنوی رجحانات انسان کے اندرونی توازن کو قائم رکھتے ہیں۔

[55]. Yost, W. A. Fundamentals of Hearing: An Introduction. (Academic Press. 2006)

سفارشات

اس آرٹیکل کو مدنظر رکھتے ہوئے درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. **دین وسائنس کا ربط** : قرآن مجید میں بیان کردہ حسی و معنوی صفات کو جدید سائنسی اور نفسیاتی تحقیقات کے ساتھ ہم آہنگ کر کے ایک ایسا علمی و تحقیقی بیانیہ تشکیل دیا جائے جو تقابل کے بجائے ہم آہنگی اور تکمیلیت کو فروغ دے۔
2. **تفسیری آراء کی عصری تعبیر** :منتخب اردو مفسرین کی تفاسیر میں موجود انسانی اوصاف کی تشریحات کو نفسیاتی اصطلاحات اور جدید سائنسی تعبیرات کے ساتھ نئے قاری کے لیے قابلِ فہم اور مؤثر بنایا جائے۔
3. **نصابِ تعلیم میں شمولیت** :تعلیمی اداروں (اسکول، کالج اور جامعات) کے نصاب میں حسی و روحانی صفات کی تربیت کے لیے خصوصی نصابی اجزاء شامل کیے جائیں، تاکہ طلبہ میں اخلاقی، سماجی اور علمی توازن پیدا ہو۔
4. **روحانی اقدار پر جدید تحقیق** :اسلامی تعلیمات میں موجود روحانی اوصاف مثلاً صبر، توکل، اخلاص، حیا اور عدل کو جدید نفسیات، بَیہیوریل سائنس اور نیوروسائنس کے تناظر میں مزید تحقیقی مطالعہ کا موضوع بنایا جائے۔
5. **اطلاقی تحقیق کی ضرورت** :حسی و معنوی اوصاف کے معاشرتی اثرات پر عملی اور اطلاقی تحقیقی منصوبے تشکیل دیے جائیں تاکہ ان اوصاف کی عملی افادیت اور سماجی اہمیت اجاگر ہو سکے۔
6. **بین العلومی تحقیق** :اس موضوع کو صرف دینیات تک محدود رکھنے کے بجائے نفسیات، سماجیات، تعلیم اور فلسفہ جیسے شعبہ جات میں بھی تحقیقی موضوع بنایا جائے تاکہ ایک وسیع بین العلومی مکالمہ جنم لے۔
7. **بین المذاہب مطالعہ** :بین المذاہب تحقیق کے ذریعے بائبل، تورات اور دیگر آسمانی کتابوں میں حسی و روحانی اوصاف کے متعلق تعلیمات کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ قرآنی تعلیمات کی جامعیت اور انفرادیت مزید نمایاں ہو۔

مصادر و مراجع

1۔ القرآن
2۔ بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (شام دار تقوی النجات 2001ء)
3۔ ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر زین الدین الرازی، مختار الصحیح (بیروت مکتب العصریہ 1999ء)
4۔ محمد بن یعقوب فیروز آبادی، القاموس المحیط (بیروت مکتب العصریہ 1999ء)
5۔ پنجاب میں سید نعیم الدین مراد آبادی کے تلامذہ کی دینی و ملی خدمات، ص155، ایم فل مقالہ (پنجاب یونیورسٹی لاہور)
6۔ مفتی، محمد شفیع، میرے والد ماجد اور انکے مجرب عملیات (ادارہ المعارف، کراچی، 2005ء)
7۔ اکبر شاہ بخاری، مفتی محمد شفیع کے مشہور خلفاء و تلامذہ، (کتبہ دار العلوم، کراچی، 2019ء)
8۔ مفتی، رفیع عثمانی، حیات مفتی اعظم (ادارہ المعارف، 2011ء)
9۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 1973ء)
10۔ کیلانی، عبد الرحمن، تیسیر القرآن (مکتبہ السلام، لاہور 2011ء)
11 حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی، احیائے العلوم (دار الکتاب دیوبند ہندوستان 1869ء)
12۔ مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن (مکتبہ دار السلام، کراچی، 2021ء جلد اول)
13۔ ابو الحسنات، جسٹس پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن جلد اول (ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 2024ء)
14. John lock ,An ESSAY Concerning Human understanding(England 1689)

15. Rene Descartes,Meditations on First philosophy(Latin 1641.)
16 .Hermann von Helmholtz ,Handbook of Physiological Optics (leopold voss in Leipzig Germany 1867.)
17 .Sigmund Freud ,The Interpretation of Dreams.,The senses considered as perceptual System,
19.**Carl Rogers**, *On Becoming a Person*,(Houghton Mifflin, 1961)
20.**Victor Frankl**, *Man's Search for Meaning*(Beacon Press, 2006)
21 .Alama M. Iqbal, *Reconstruction of Religious Thought in Islam(,Oxford University press)*